

بیان سے صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ معشوق کے آنے سے غم جاتا رہتا ہے، نہ یہ کہ ظاہری حالت بھی بدل جاتی ہے، مگر مرزا کے بیان میں یہ احتمال باقی نہیں رہتا۔

محبوب کے آنے سے دل کو ایسی خوشی اور ہلاکت ہوتی ہے کہ رنج و غم کا کوئی اثر چہرے پر باقی نہیں رہتا۔ اس کے برعکس رونق و تازگی آ جاتی ہے۔ یہ حالت دیکھ کر محبوب سمجھ لیتا ہے کہ میرے بیمارِ عشق کا حال اچھا ہے۔

اس سلسلے میں سعدی کا شعر پیش کرنا غالباً مناسب نہیں۔ خواجہ حالی نے اس میں جو احتمال بتایا ہے، اس سے مرزا کا شعر پاک ہے۔ اگر کسی مصنون کو کوئی استاد پہلے پیش کر چکا ہے اور اس میں کوئی پہلو تشنہ رہ گیا ہے، بعد کا شاعر اس تشنگی کو بہ وجہ احسن دور کر دیتا ہے تو ہمیں الفضل للمتقدم کہہ کر اس کی حیثیت کم نہ کرنی چاہیے۔ متقدمین نے بہت سے مصنون باندھے، لیکن ایسے مضامین بھی ہیں جو ان کے ہاں ٹھیک نہ بندھ سکے۔ متاخرین نے ان مضامین کے حسن میں بھی اضافہ کیا اور ان کی بندش بھی بہتر سے بہتر بنادی۔ ایسے موقع پر عرنی ہی کا قول صحیح ہے۔

اول رہ دیں نظم خود ایشاں بسپردہ ند

پس باز نمودیم بہم منزل ہم را

یہ بھی ظاہر ہے کہ ہر متاخر محض تاخر زمانی کی بناء پر ہر مقدم سے گویا سبقت نہیں لے جاسکتا۔

۶۔ تشریح : خواجہ حالی فرماتے ہیں۔

”گو یا معشوق کی تمنا میں ایسا مستغرق ہے کہ دنیا و مافیہا کی کچھ خبر نہیں یہاں تک کہ پنڈت نے جو سال کو اچھا بتاتا ہے تو اس کے لیے یہی معنی سمجھتا ہے کہ شاید اس سال معشوق عاشقوں پر مہربان ہو جائیگی، نہ یہ کہ اس سال قحط نہیں پڑنے کا یا وہ نہیں آنے کی یا لڑائیاں نہیں ہونگی وغیرہ۔“